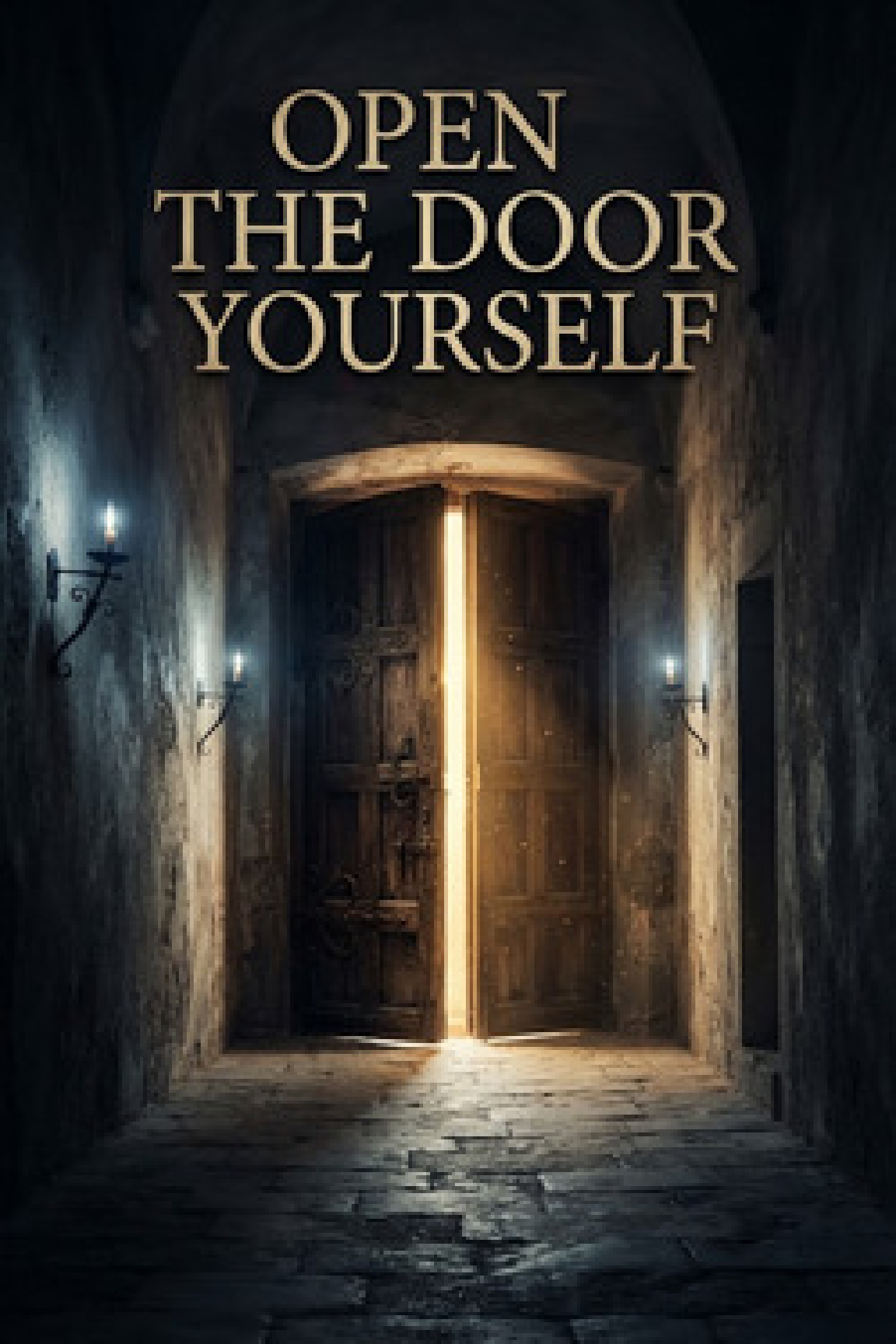

OPEN
THE DOOR
YOURSELF

دہلیز 5

دروازہ خود کھولو

ایک عجیب عادت ہے جو بہت سے لوگوں کے ساتھ ساری عمر چلتی ہے۔

وہ انتظار کرتے ہیں۔

وہ صحیح لمحے کا انتظار کرتے ہیں۔

وہ صحیح موقعے کا انتظار کرتے ہیں۔

وہ پہچان کا انتظار کرتے ہیں۔

وہ اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ کوئی انہیں بتائے کہ وہ تیار ہیں۔

وہ ایک ان دیکھی اجازت کا انتظار کرتے ہیں جو تقریباً کبھی نہیں آتی۔

برسوں تک میں نے غیر معمولی مردوں اور عورتوں کو اپنے ہی امکانات کی دہلیز پر ساکت کھڑے دیکھا۔

اس لیے نہیں کہ ان میں صلاحیت نہیں تھی۔

اس لیے نہیں کہ ان میں ذہانت نہیں تھی۔

بلکہ اس لیے کہ وہ اجازت کے منتظر تھے۔

کوئی جو کہے:

"جاؤ۔"

"اب تم کر سکتے ہو۔"

"تمہیں اجازت ہے۔"

زندگی کم ہی اس طرح چلتی ہے۔

بلکہ تقریباً کبھی نہیں۔

پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو سمجھ آتا ہے کہ میری زندگی کا کوئی بھی واقعی اہم فیصلہ کسی یقین کے بعد نہیں آیا۔

کوئی بھی نہیں۔

جب میں نے کچھ نیا شروع کیا، میں تیار نہیں تھا۔

جب میں نے راستہ بدلا، میرے پاس ساری معلومات نہیں تھیں۔

جب میں نے اپنے سے بڑے چیلنج قبول کیے، میرے پاس کوئی ضمانت نہیں تھی۔

میرے پاس صرف ایک یقین تھا۔

کہ ساکت رہنا بدتر ہوتا۔

جی ہوئی زندگی اور دیکھی ہوئی زندگی کا فرق اکثر وہیں ہوتا ہے۔

اُس لمحے میں، جب انسان مستقبل سے اجازت مانگنا چھوڑ دیتا ہے۔

جوانی میں ہم سمجھتے ہیں کہ کچھ لوگ ہیں جن کے ذمے ہمارے لیے فیصلہ کرنا ہے۔

استاد۔

افسر۔

ادارے۔

اہلِ اختیار۔

وقت کے ساتھ پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ بھی اُسی معمے کے سامنے کھڑے ہیں جس کے سامنے ہم کھڑے ہیں۔

کسی کے پاس مکمل نقشہ نہیں۔

کوئی واقعی نہیں جانتا کہ انجام کیا ہے۔

ہر شخص اپنی کہانی کا ایک حصہ فی البدیہہ بنا رہا ہے۔

یہ دریافت ڈرا سکتی ہے۔

یا آزاد کر سکتی ہے۔

میرے لیے یہ آزادی تھی۔

کیونکہ اس نے مجھے ذمہ داری اٹھانے پر مجبور کیا۔

ذمہ داری ایک عجیب لفظ ہے۔

بہت سے لوگ اسے بوجھ سے جوڑتے ہیں۔

میں اسے آزادی سے جوڑتا ہوں۔

جب تک کوئی اور تمہارے لیے فیصلہ کرتا ہے، تم ہمیشہ الزام اُس پر ڈال سکتے ہو۔

جب تم خود فیصلہ کرتے ہو، کوئی بہانہ باقی نہیں رہتا۔

صرف تم ہوتے ہو۔

اور وہ سمت جو تم نے چنی ہے۔

ایسے لمحے آئے جب ہار مان لینا کہیں زیادہ آسان ہوتا۔

وہیں رہ جانا جہاں میں تھا۔

خطرہ نہ اٹھانا۔

خود کو سامنے نہ لانا۔

نہ بدلنا۔

ہر راستے میں یہ چوراہے آتے ہیں۔

وہ بغیر اطلاع کے آتے ہیں۔

ایک دروازہ کھلتا ہے۔

ہمارا ایک حصہ اس سے گزرنا چاہتا ہے۔

دوسرا بھاگنا چاہتا ہے۔

کیونکہ تبدیلی کی ہمیشہ ایک قیمت ہوتی ہے۔

وہ لمحہ کوئی نہیں دیکھتا۔

باہر سے سب کچھ سادہ لگتا ہے۔

اندر سے وہ ایک جنگ ہے۔

دنیا کے خلاف نہیں۔

اپنے آپ کے خلاف۔

غلط ہونے کے خوف کے خلاف۔

پورا نہ اترنے کا خوف۔

پرکھے جانے کا خوف۔

جو ہمارے پاس پہلے سے ہے، اُسے کھو دینے کا خوف۔

میں نے سیکھا کہ خوف برا مشیر ہے مگر بہترین اشارہ۔

اکثر وہ ٹھیک اُسی سمت کی نشاندہی کرتا ہے جسے ہمیں کھوجنا چاہیے۔

اس لیے نہیں کہ وہ خوشگوار ہے۔

اس لیے کہ اُس میں نمو ہے۔

جن تجربوں نے میری زندگی بدلی، وہ آرام دہ نہیں تھے۔

اُن کی کوئی ضمانت نہیں تھی۔

وہ خطرے سے خالی نہیں تھے۔

وہ بس ضروری تھے۔

ایک وقت آتا ہے جب انتخاب کرنا پڑتا ہے۔

یا تو تم اجازتیں مانگتے رہو۔

یا جینا شروع کر دو۔

یہ دونوں چیزیں کم ہی ایک ساتھ ہوتی ہیں۔

میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کے پاس ہر ممکن اہلیت تھی اور جو کبھی روانہ نہ ہوئے۔

اور دوسرے، جن کے پاس تقریباً کچھ نہیں تھا مگر انہوں نے براعظم پار کیے، کاروبار کھڑے کیے، بیماریوں کا سامنا کیا، اپنی زندگی نئے سرے سے بنائی۔

فرق ان کے کوائف میں نہیں تھا۔

فرق رویے میں تھا۔

ان دوسروں نے ایک بات سمجھ لی تھی۔

کوئی انہیں بچانے نہیں آئے گا۔

کوئی انہیں کامل لمحہ تھما کر نہیں جائے گا۔

کوئی سرکاری طور پر تصدیق نہیں کرے گا کہ وہ تیار ہیں۔

سو انہوں نے شروع کر دیا۔

بس اتنا ہی۔

وقت کے ساتھ میں نے سمجھا کہ تقریباً ساری بڑی تبدیلیاں کسی نامکمل انداز میں شروع ہوتی ہیں۔

ایک غیر یقینی پہلا قدم۔

ایک فون کال۔

ایک سفر۔

ایک دستخط۔

ایک فیصلہ جو کرنے والے سے بڑا لگتا ہے۔

اکثر ہمت کو خوف کی غیر موجودگی کہا جاتا ہے۔

یہ فضول بات ہے۔

ہمت یہ ہے کہ تم چلتے رہو جبکہ خوف تمہارے ساتھ ساتھ چلتا رہے۔

یہ جانتے ہوئے کہ وہ ختم نہیں ہوگا۔

یہ جانتے ہوئے کہ وہ شور مچائے گا۔

یہ جانتے ہوئے کہ وہ تمہیں واپس مڑنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

اور پھر بھی آگے بڑھنا۔

جو آج ایک مربوط سفر دکھائی دیتا ہے، وہ اُس وقت، جب ہو رہا تھا، ڈگمگاتے فیصلوں کا ایک سلسلہ تھا۔

کئی بار مجھے یقین نہیں تھا کہ میں ٹھیک کر رہا ہوں۔

مجھے صرف یہ یقین تھا کہ کچھ نہ کرنا غلط ہے۔

یہ باریک مگر فیصلہ کن فرق ہے۔

زندگی ہمیشہ جیتنے والوں کو انعام نہیں دیتی۔

وہ اکثر اُنہیں انعام دیتی ہے جو روانہ ہوتے ہیں۔

جو کوشش کرتے ہیں۔

جو جرأت کرتے ہیں۔

جو دروازے سے گزر جاتے ہیں۔

کیونکہ ہر تجربہ ایک اور تجربہ پیدا کرتا ہے۔

ہر قدم نئے امکان بناتا ہے۔

ہر حرکت نئی ملاقاتیں پیدا کرتی ہے۔

ساکت رہنا، اس کے برعکس، صرف جمود پیدا کرتا ہے۔

آج بہت سے لوگ ترغیب ڈھونڈتے ہیں۔

میں سمت ڈھونڈتا ہوں۔

ترغیبیں بدل جاتی ہیں۔

سمتیں باقی رہتی ہیں۔

ہمیشہ ایسے لوگ ہوں گے جو تمہیں سمجھائیں گے کہ فلاں کام کیوں ناممکن ہے۔

یہ وقت کیوں نہیں ہے۔

تم تیار کیوں نہیں ہو۔

تمہارے پاس تجربہ کافی کیوں نہیں۔

خطرہ بہت زیادہ کیوں ہے۔

اُن کی سنو۔

پھر خود فیصلہ کرو۔

کیونکہ آخر میں اُن میں سے کوئی تمہاری زندگی نہیں جیے گا۔

اُن میں سے کوئی تمہاری دستبرداریوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اُن میں سے کوئی تمہاری جگہ وقت کو پار نہیں کرے گا۔

یہ کام صرف تمہارا ہے۔

اگر وقت نے مجھے کوئی ایک سبق دیا ہے، تو وہ یہ ہے۔

جن مواقع نے میری زندگی بدلی، وہ اجازت نامے کے ساتھ نہیں آئے۔

اُن پر کوئی مہر نہیں تھی۔

اُن پر کوئی سند نہیں تھی۔

اُن کے ساتھ کوئی ضمانت نہیں تھی۔

اُن کے ساتھ صرف ایک سوال تھا۔

"اندر آنا چاہتے ہو یا باہر رہنا چاہتے ہو؟"

ہر بار میں ڈرا۔

ہر بار میں ہچکچایا۔

ہر بار میں نے ایک ہی بات سمجھی۔
کوئی مجھے اجازت نہیں دے گا۔
سو میں نے دروازہ خود کھولا۔
اور وہیں سے کہانی نے آگے چلنا جاری رکھا۔